حصہ III

معمولات زندگی، ثقافت اور سیاست

حصہ III میں ہم آپ کو روز مرّہ کی زندگی کی تاریخ سے واقف کرائیں گے۔ آپ یہاں کھیل کود اور ملبوسات کی تاریخ کا مطالعہ کریں گے۔

تاریخ صرف واقعات کا مطالعہ ہی نہیں بلکہ زندگی میں پیش آنے والی معمولی باتیں بھی تاریخ کا اُتنا ہی اہم حصہ ہیں۔ یہ ہم کو زندگی میں پیش آنے والی معمولی باتوں سے بھی تعارف کراتی ہے۔ ہمارے گردو پیش میں جو کچھ بھی موجود ہے، اس کی بھی ایک تاریخ ہے۔ مثلاً وہ لباس جو ہم پہنتے ہیں، وہ کھانا جو ہم کھاتے ہیں، وہ موسیقی جو ہم سنتے ہیں، وہ ادویہ جو ہم استعمال کرتے ہیں، وہ ادب جس کا ہم مطالعہ کرتے ہیں اور وہ کھیل جو ہم کھیلتے ہیں۔ یہ تمام چیزیں وقت کے ساتھ نہیں بدلی ہیں۔ روز مرّہ کی یہ ضروریات ہماری زندگی سے اُس حد تک وابستہ ہیں کہ ان کی طرف خاص طور سے ہمارا دھیان نہیں جاتا۔ ہم ایک لمحے کے لیے یہ بھی نہیں سوچتے کہ سو سال پہلے ان میں سے کون سی چیزیں کیسی رہی ہوں گی یا یہ کہ مختلف معاشرے کے لوگ غذا اور لباس کے بارے میں کتنی مختلف رائے رکھتے ہیں۔

ساتواں باب کھیل کود کی تاریخ پر ہے۔ آپ اس تاریخ کا مطالعہ ایک ایسے کھیل کی کہانی کے ذریعہ کریں گے جو چند عشروں سے قوم کے ذہنوں پر سوار ہے۔ کرکٹ کی خبر آج کے اخبار میں شاہ سرخیوں میں آتی ہے۔ کرکٹ میچ کا انعقاد مختلف مما لک کے درمیان دوستی قائم کرنے کے لیے کیا جاتا ہے اور کرکٹ کا ہر کھلاڑی اپنے ملک کا سفیر مانا جاتا ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ آج کرکٹ کا کھیل ہندوستان کے اتحاد کی نمائندگی کرتا ہے۔ لیکن کیا آپ جانتے ہیں کہ ایسا ہمیشہ سے ہی نہیں تھا؟ اس باب میں ہم کھیل کی طویل اور نشیب و فراز سے پُر تاریخ کا مطالعہ کریں گے۔

ایک زمانہ وہ بھی تھا جب ڈیڑھ سو سال پہلے کرکٹ صرف انگریزی کھیل تھا۔ اس کی ایجاد انگلینڈ میں ہوئی تھی اور جلدی ہی اس کا نزدیکی تعلق انیسویں صدی کے وکٹوریائی سماج و ثقافت کے رنگ میں رنگ گیا۔ ان کے نزدیک یہ کھیل اُن کی اقدار مثلاً نظم و ضبط، شریف الطبعی اور انصاف پسندی کی نمائندگی کرتا تھا۔ اور اس کو اسکولوں میں جسمانی ترتیب کے ایک وسیع پروگرام کے حصے کی حیثیت سے شروع کیا گیا تھا۔ لڑکیوں کو لڑکوں کا کھیل کھیلنے کی اجازت نہیں تھی۔ انگریزوں کے ساتھ ساتھ کرکٹ کا کھیل نو آبادیات میں بھی پھیل گیا۔ یہاں بھی اُن کا مقصد انگریزیت کے اقدار کو برقرار رکھنا تھا جو لڑکوں اور لڑکیوں کو ایک مثالی شہری بنانے کا ایک ذریعہ تھا۔

نو آدیاتی آقاؤں کا یہ تصور تھا کہ اس کھیل کو حقیقی جذبے اور قدرتی انداز سے صرف وہی کھیل سکتے تھے۔ لیکن اُن کے لیے یہ کھیل غم کا باعث اُس وقت بنا جب نو آبادیات کے لوگ صرف اُس کو کھیلتے ہی نہیں تھے بلکہ اُن سے بہتر بھی کھیلنے لگے اور بعض موقعوں پر اُن کو شکست بھی دی۔ اس طرح یہ کھیل اب

© NCERT not to be republished

نوآبادیاتی نظام اورقوم پرستی کی سیاست کے ساتھ وابستہ ہوگیا۔

نوآبادیات کے اندراس کھیل کی تاریخ نہایت پیچیدہ ہے۔جیسا کہ آپ کوساتواں باب بتائے گا کہ یہ کھیل ذات اور مذہب،فرقے اورقوم سے وابستہ ہوگیا۔ایک قومی کھیل کی حیثیت سے کرکٹ کانمودارہونا تاریخی ترقی کے متعدد عشروں کا نتیجہ تھا۔

کرکٹ سے آپ ملبوسات (آٹھواں باب) کی جانب بڑھیں گے۔آپ دیکھیں گے کہ کس طرح ملبوسات کی تاریخ کے مطالعہ سے ہم معاشرے کی تاریخ بھی سمجھ سکتے ہیں۔وہ لباس جوعوام پہنتے ہیں،سماجوں کے اصولوں اور ضابطوں کے مطابق ہوتے ہیں۔یہ لوگوں کے حسن کے شعور،وقار اور مناسب کردار اور برتاؤ کے رجحانات کوظاہر کرتے ہیں۔سماجوں کے بدلنے کے ساتھ ساتھ یہ ضابطے بھی بدل جاتے ہیں۔لیکن سماج کے یہ ضابطے اورطرزِلباس میں یہ تبدیلیاں ایک طویل جدوجہد کے نتیجہ میں رونما ہوتی ہیں۔ان کی بھی ایک تاریخ ہے۔اور یہ ایک صرف قدرتی عمل نہیں ہوتا۔

باب VIII آپ کواسی تاریخ سے متعارف کرائے گا۔اس میں آپ دیکھیں گیکہ انگلینڈ اور ہندوستان میں طرزلباس کی یہ تبدیلیاں ان سماجوں کے اندر چل رہی سماجی تحریکات اور معیشت کے اندر آئی تبدیلیوں کا نتیجہ ہے۔آپ دیکھیں گے کہ ملبوسات کے ساتھ بھی نوآبادیاتی نظام اورقوم پرستی، ذات اور طبقے کی سیاست کا نزدیکی رشتہ قائم تھا۔ملبوسات کی تاریخ کے مطالعہ سے سب سے بڑا فائدہ یہ ہوگا کہ ہم سودیشی کی سیاست اور چرخے کی علامت کے متعدد نئے مفہوم سمجھیں گے۔ملبوسات کی یہ تاریخ مہاتما گاندھی کوسمجھنے میں ہماری بہتر طریقے سے مدد کرتی ہے۔کیونکہ آپ تنہا ایسے فرد تھے جوملبوسات کی سیاست کے تحت بے حد حساس تھے اوراس مسئلے پرتفصیل سے لکھا ہے۔

اگرایک بار آپ ایسے ہی دوسرے مسائل کے پس پردہ تاریخ پرنظر ڈالیں تو آپ معمولی زندگی کے ایسے دوسرے پہلوؤں کے بارے میں تاریخی سوال پوچھنا شروع کردیں گے جواب تک آپ کے لیے باعثِ توجہ نہیں تھے۔

© NCERT not to be republished

تاریخ اور کھیل کود:
کرکٹ کی کہانی

شکل :1 دنیا میں موجود کرکٹ کا قدیم ترین بلاّ۔ ہاکی کی طرح مڑے ہوئے سرے کو نوٹ کیجئے۔

کرکٹ کا کھیل انگلینڈ میں پانچ سو برس پہلے الگ الگ قاعدوں کے تحت گیند بلے کے ساتھ کھیلے جانے والے کھیلوں سے نکلا۔ لفظ بیٹ قدیم انگریزی لفظ ہے جس کا سادہ سا مطلب چھڑی یا لاٹھی ہوتا ہے۔ سترہویں صدی آتے آتے کرکٹ نے اس درجہ مقبولیت حاصل کی کہ اس کی شناخت ممتاز کھیل کی حیثیت سے ہونے لگی اور اس کے شائقین کے لئے اتوار کے روز چرچ جانے کی بجائے کرکٹ کھیلنے پر جرمانہ ہونے لگا۔ اٹھارہویں صدی کے وسط تک کرکٹ کے بلے معمولی ہاکیوں کی طرح تھے جو نیچے کی طرف باہر کی جانب گھومے ہوئے تھے۔ اس کی وجہ بالکل صاف تھی۔ چونکہ گیند زمین پر لڑھکا کر پھینکی جاتی تھی اور بیٹ کے مڑے ہوئے سرے سے گیند کو مارنا آسان تھا۔

کس طرح انگلینڈ کے گاؤں میں کھیلے جانے والے کرکٹ نے ایک جدید شکل اختیار کر لی ہے جو کہ آج اسے بڑے بڑے شہروں کے بھاری بھرکم میدانوں (اسٹیڈیموں) میں کھیلا جا رہا ہے۔ یہ تاریخ کے مطالعے کے لئے ایک مناسب موضوع ہے کیونکہ تاریخ کا مقصد یہ جاننا بھی ہے کہ جو چیزیں آج ہمارے سامنے ہیں وہ کن مراحل سے گزر کر ہم تک پہنچیں۔ کھیل کود آج زندگی کا ایک اہم حصہ ہے۔ یہ ایک ایسا طریقہ ہے جس سے ہم اپنا دل بہلاتے ہیں، ایک دوسرے سے مقابلہ کرتے ہیں، چاق و چوبند رہتے ہیں اور اپنی سماجی رواداریوں کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ اگر آج کروڑوں ہندوستانی اپنی کرکٹ ٹیم کا ٹسٹ یا ایک روزہ میچ دیکھنے کے لئے اپنے تمام کاموں کو چھوڑ سکتے ہیں تو پھر یہ ہندوستان کی تاریخ کے لئے ایک معقول بات ہوگی کہ اس کی چھان بین کی جائے کہ جنوب مشرقی انگلینڈ سے نکلا ایک کھیل ہندوستانی برصغیر کے لوگوں کا سب سے بڑا جنون کیسے بن گیا جو سب کے ذہنوں پر حکمرانی کرنے لگا۔ کرکٹ جیسے موضوع کی تاریخ کا پتہ لگانا اس لیے بھی ضروری ہے کیونکہ کرکٹ کا یہ کھیل نوآبادیاتی نظام اور قوم پرستی کی ایک وسیع تاریخ سے وابستہ تھا اور کسی حد تک مذہب اور ذات کی سیاست کے ذریعہ سے اسے ایک مخصوص شکل حاصل ہوئی۔

کرکٹ کی تاریخ میں پہلے ہم اس بات کا مطالعہ کریں گے۔ کہ انگلینڈ جیسے ملک میں یہ کس طرح پھلا پھولا اور بعد میں اس دور کے جسمانی تربیت اور سبق کے وسیع کلچر پر بھی بحث کریں گے۔ اس کے بعد ہندوستان کے بارے میں بات ہوگی اور ملک کے اندر کرکٹ کو اپنانے کی تاریخ پر بحث ہوگی اور کھیل کی جدید کایا پلٹ کو تلاش کیا جائیگا۔ ان میں سے ہر جزو میں ہم دیکھیں گے کہ اس کی تاریخ اپنے وقت کی سماجی تاریخ سے کس طرح جڑی ہوئی ہے۔

شکل2: 1821 میں انگلینڈ میں لارڈ کے کرکٹ گراونڈ میں ایک آرٹسٹ کا کھینچا ہوا خاکہ۔

© NCERT not to be republished

1. انگلینڈ میں کھیل کی حیثیت سے کرکٹ کی نشو و نما

اٹھارہویں اور اُنیسویں صدی کے دوران، انگلینڈ کی سماجی اور معاشی تاریخ نے جو کرکٹ کے شروعاتی سال تھے، اس کھیل کو منفرد شکل عطا کی۔

ٹسٹ میچ کی خصوصیت یہ بھی ہے کہ یہ پانچ دنوں تک چلتا ہے اور پھر بھی بنا کسی فیصلے کے ختم ہو سکتا ہے۔ ٹیم کی شکل میں کھیلا جانے والا ایسا کوئی دوسرا کھیل نہیں جس میں اس کا آدھا وقت بھی لگتا ہو۔ عام طور سے فٹبال کا کھیل ڈیڑھ گھنٹے کے اندر ہی پورا ہو جاتا ہے، یہاں تک کہ بیس بال (گینداور بلّے کا ایک کھیل) جو دوسرے کھیلوں کے مقابلے زیادہ وقت لیتا ہے، اُس کو بھی نو پاریاں ایک روزہ کرکٹ کی آدھی مدت میں پوری ہو جاتی ہیں۔

کرکٹ کی دوسری خصوصیت یہ ہے کہ پچ کی لمبائی تو بائیس گز متعین کی گئی ہے لیکن گراؤنڈ کا سائز کوئی طے نہیں ہوتا۔ ہاکی اور فٹبال جیسے زیادہ تر ٹیم کی شکل میں کھیلے جانے والے دوسرے کھیلوں میں میدان کا سائز تو متعین ہوتا ہے لیکن کرکٹ میں ایسا نہیں۔ کرکٹ کا میدان ایڈیلیڈ اُوول کی طرح بیضوی شکل کا بھی ہو سکتا ہے اور چنئی کے چیپاک کی طرح دائرہ نما بھی۔ میلبورن کرکٹ گراؤنڈ میں گیند کو باہر پہنچانے میں دہلی کے فیروز شاہ کوٹلہ گراؤنڈ کے مقابلے زیادہ لمبا فاصلہ طے کرنا پڑتا ہے۔

کرکٹ کے اس نرالے پن کی ایک تاریخی وجہ ہے۔ کرکٹ ٹیم کی شکل میں کھیلا جانے والا ایک ایسا سب سے پہلا کھیل ہے جس کو ضابطہ بند کیا گیا۔ اس کو ہم یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ فٹ بال اور ہاکی جیسے کھیلو ں سے بہت پہلے ہی کرکٹ کے لئے ضابطے اور قواعد کا تعین ہو چکا تھا تاکہ اس کو یکسانیت اور معیاری شکل میں کھیلا جا سکے۔ پہلے ''کرکٹ کے قوانین'' کو 1744 میں تحریری شکل دی گئی۔ اس میں لکھا ہے ''منتظمین موجود ایماندار آدمیوں میں سے دو امپائروں کا انتخاب کریں گے جن کو تمام اختلافات کا فیصلہ کرنے کا اختیار ہوگا۔ وکٹوں کی بلندی 22 انچ اور اُس پر رکھی گلّی چھ انچ کی ہوگی۔ گیند کا وزن پانچ اور چھ اونس کے درمیان ہونا چاہئے اور دونوں وکٹوں کے درمیان فاصلہ 22 گز رکھا جائے گا۔'' بلّے کی بناوٹ اور سائز کی کوئی حد نہیں رکھی گئی۔ ایسا لگتا ہے کہ 40 چکّر یا رن ایک بڑا اسکور مانا جاتا تھا، غالباً اور اس کی وجہ یہ تھی کیونکہ گیند باز بلّے بازوں کی ٹانگ کو ہی نشانہ بنا کر بال پھینکتا تھا اور اس حالت میں جب کہ بلّے باز کے پاس پیڈ بھی نہیں ہوتا تھا۔ 1760 کے دہے میں دنیا کا پہلا کرکٹ کلب ہمبلڈن میں اور 1787 میں میریلیبان کرکٹ کلب (ایم سی سی) قائم ہوا۔ 1788 میں ایم سی سی نے ترمیم کردہ ایک نئے قانون کی فہرست شائع ہوئی اور اس طرح ایم سی سی کرکٹ کے ضابطوں کا سرپرست بن بیٹھا۔

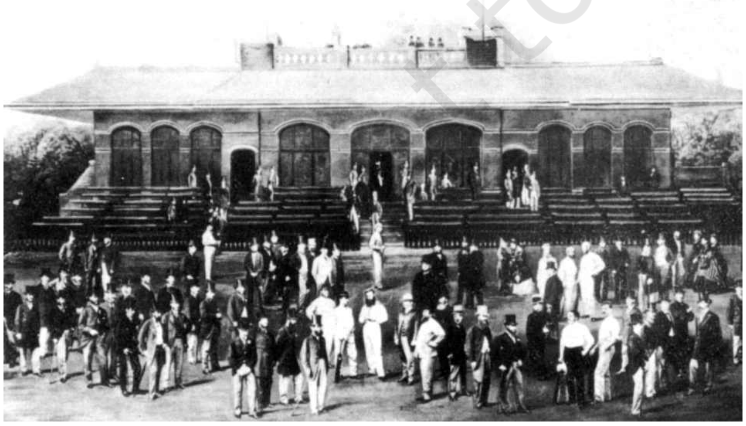

شکل 1874:3 میں میلبورن کرکٹ کلب (ایم سی سی) کا پویلین (کھیل کا میدان)

ایم سی سی کے اس ترمیم کے نتیجہ میں اٹھارہویں صدی کے دوسرے نصف کے بعد ایک نئی تبدیلیوں کا سلسلہ شروع ہوا 1760 اور 1770 کے دہوں میں گیند کو

© NCERT not to be republished

زمین پر لڑھکانے کی بجائے سطح زمین سے اوپر ہوا میں پھینکنے کا رواج عام ہوا۔ اس تبدیلی نے بالروں کو اپنی مرضی کے مطابق گیند کو ہوا میں لہرانے اور رفتار طے کرنے اور من چاہے فاصلے پر گیند کھلانے کی پوری آزادی دے دی۔ اس طریقے سے گیند کو اسپین اور سونگ کرانے کا راستہ بھی کھل گیا۔ اس صورتِ حال میں بلّے باز کے لیے نشانہ کا انتخاب اور ٹائمنگ پر مہارت حاصل کرنا ضروری ہو گیا ان تمام تبدیلیوں کا ایک نتیجہ یہ ہوا کہ مڑے ہوئے بلّے کی جگہ سیدھا بلاّ استعمال کیا جانے لگا۔ اب ذاتی مہارت کی اہمیت بڑھ گئی اور میدان کی غیر ہموار سطح اور خالص جسمانی قوت کی اتنی اہمیت نہیں رہی۔

گیند کا وزن ساڑھے پانچ اور پونے چھ اونس کے درمیان محدود تھا اور بلے کی چوڑائی چار انچ تھی۔ بلّے کی چوڑائی کا قانون اس وقت بنا جب ایک بلّے باز نے اپنی پوری پاری وکٹ جیسے چوڑے بلّے سے کھیل ڈالی۔ 1774 میں ایل بی ڈبلیو کا قانون پہلی بار شائع ہوا۔ تقریباً اسی زمانے کے آس پاس ایک تیسری وکٹ بھی عام ہو گئی۔ 1780 تک کسی بڑے بڑے میچوں کی میعاد تین دن کی کر دی گئی اور یہی سال تھا جب چھ سیلوں والی گیند وجود میں آئی۔

حالانکہ اُنیسویں صدی میں اس کھیل میں متعدد اہم تبدیلیاں رونما ہو رہی تھیں، (مثلاً وائڈ بال کے بارے میں اُصول استعمال ہوئے، گیند کا بالکل صحیح محیط مقرر رہا، پیڈ اور دستانے جیسے حفاظتی سامان حاصل ہوئے، باؤنڈری کا نظام شروع ہوا جہاں پہلے تمام شاٹوں پر رن لینا ہوتے تھے اور کندھے کے اوپر سے بالنگ کا طریقہ قانونی ہو گیا) لیکن اس کا ہنر صنعتی دور کے پہلے والا ہی بنا رہا جس نے صنعتی انقلاب کے ابتدائی مرحلے میں پختگی حاصل کی اور وہ اٹھارہویں صدی کے آخری دہوں کا زمانہ تھا۔ اس تاریخ نے کرکٹ کو ایک ایسا کھیل بنا دیا جس میں ماضی اور حال دونوں کی خصوصیات موجود تھیں۔

دیہی ماضی کے ساتھ کرکٹ کے تعلق کو بڑی تفصیل کے ساتھ ٹسٹ میچ کی طوالت میں دیکھا جا سکتا ہے۔ ابتدا میں کرکٹ میچوں کے لئے وقت کی کوئی حد طے نہیں تھی۔ کرکٹ کا کھیل اُس وقت تک جاری رہتا تھا جب تک کہ پوری ٹیم دوبارہ آؤٹ نہ ہوتی۔ دیہی زندگی کی مصروفیات نہایت سست روی سے چلتی تھیں اور کرکٹ سے وابستہ اُصول صنعتی انقلاب سے پہلے بنائے گئے تھے۔ جدید کارخانوں میں ہونے والے کام کا یہ مطلب تھا کہ لوگوں کو ادائیگی گھنٹے کے مطابق یومیہ یا ہفتہ وار کے حساب سے کی جائے۔ فٹ بال اور ہاکی جیسے کھیل جن کے ضابطے اور اُصول صنعتی انقلاب کے بعد ضبطِ تحریر میں لائے گئے تھے، صنعتی شہری کی مصروفیات کے مطابق سختی سے وقت کے پابند بنائے گئے۔

اسی طرح سے، کرکٹ میدان کے سائز کے بارے میں ابہام، اس کی دیہی ابتدا کا نتیجہ ہے۔ ابتدا میں کرکٹ دیہی شاملاتی زمین پر کھیلی جاتی تھی جو بے حصار زمین تھی اور یہ عوامی جائداد ہوتی تھی۔ شاملاتی زمینوں کا سائز ہر گاؤں میں الگ الگ ہوا کرتا تھا، اس لئے نہ تو کوئی مقررہ باؤنڈری تھی اور نہ گیند پہنچنے کی کوئی حد۔ جب شاٹ لگنے کے بعد گیند چاروں طرف جمع بھیڑ میں گھس جاتی تو لوگ اُسے پکڑنے والے کھلاڑی کے لئے راستہ سے ہٹ جاتے تھے۔ کرکٹ کے قوانین میں باؤنڈری لائن کا تعین کرنے سے پہلے وکٹ سے اُس کا (باؤنڈری لائن) فاصلہ متعین نہیں تھا، قوانین میں صرف اتنا تحریر تھا کہ امپائر

The LAWS of the NOBLE GAME of CRICKET
as revised by the Club at St. Mary le bone

شکل 4: ایم سی سی کے ذریعے بنائے گئے اور نظر ثانی کئے گئے قوانین اس شکل میں باقاعدگی سے شائع کئے جاتے تھے نوٹ کیجئے کہ شرط لگانے کے ضابطے بھی بنائے گئے تھے۔

نئے الفاظ:

ضابطہ بنانا: واضح طور سے بنائے اُصولوں اور قوانین کے ساتھ رسمی نظام میں ڈھالنا

© NCERT not to be republished

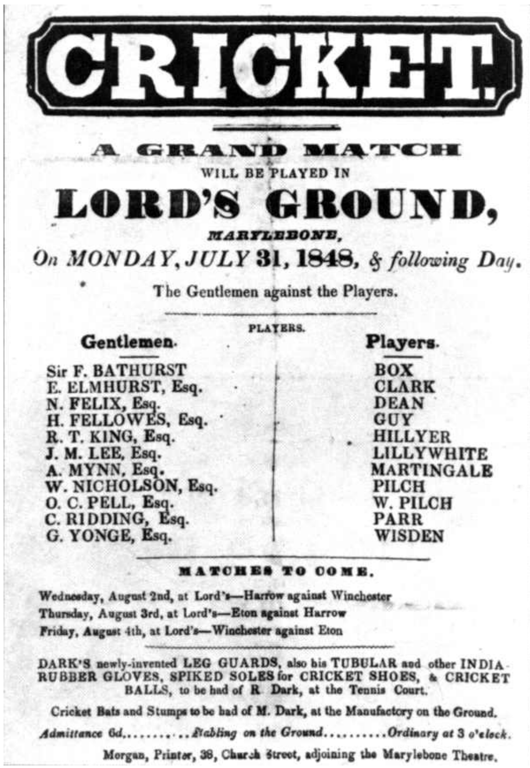

شکل 5: یہ پوسٹر 1984 میں لارڈ کے میدان میں میچ کا اعلان کرتا ہے۔ یہ شوقیہ کھیلنے والوں اور پیشہ وروں کے درمیان فرق کو دکھاتا ہے جس میں ان کو جنٹلمین اور پلیرز کہا گیا ہے۔ انیسویں صدی کے میچوں کے پوسٹر تھیٹر کے پوسٹروں کی طرح تھے جو کھیل کی ڈرامائی نوعیت بتاتے تھے۔

کھیلنے والے میدان کی باؤنڈری پر دونوں کیپٹن کے انتخاب پر راضی رہیں گے۔

اگر آپ کھیل میں استعمال ہونے والے سامان کو دیکھیں تو کرکٹ میں بدلتے زمانے کے ساتھ ساتھ کتنی تبدیلیاں آئیں، اس کے باوجود اس کی شکل دیہی انگلینڈ میں اس کی ابتدائی خصوصیات کے مطابق رہی۔ کرکٹ میں استعمال ہونے والے اہم ترین سامان صنعتی زمانے کے پہلے کے قدرتی سامان سے بنایا جاتا ہے۔ مثلاً بلا لکڑی سے بنایا جاتا ہے اور اسی طرح سے وکٹیں اور بیلز (گلّی) بھی۔ گیند چمڑے، سُتلی اور کارک سے بنتی ہے۔ آج تک بلا اور گیند دونوں ہی صنعتی طور سے نہیں بنتے بلکہ یہ دستی کاری گری کا نتیجہ ہیں۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ بلے میں استعمال ہونے والے سامان میں تھوڑی کمی واقع ہوئی۔ شروع میں یہ لکڑی کے ایک ہی ٹکڑے کو کاٹ کر بنایا جاتا تھا۔ اب یہ دو ٹکڑوں سے مل کر بنایا جاتا ہے۔ اس کا نچلہ حصہ (بلیڈ) بید کی لکڑی سے بنتا ہے اور اس کا دستہ بیت کی لکڑی سے بنایا جاتا ہے جو ایشیا میں قائم ہوئے یورپین نوآبادکاروں اور تاجر کمپنیوں کو آسانی حاصل تھی۔ گالف اور ٹینس سے بالکل الگ ہٹ کر کرکٹ نے اپنے ساز و سامان کو پلاسٹک اور فائبر گلاس جیسے ہاتھ سے بنے صنعتی سامان سے نہیں بنایا، اور آخر میں آکر دھات کو بھی سختی سے مسترد کر دیا۔ آسٹریلین کرکٹر ڈینس للّی نے اپنی اننگ ایلومونیم کے بیٹ سے کھیلنے کی کوشش کی لیکن امپائروں نے اُس کو غیر قانونی قرار دیا۔

لیکن جہاں تک تحفظاتی سامان کا تعلق ہے کرکٹ ٹکنالوجیکل تبدیلی سے متاثر ہوئے بنا نہ رہ سکی۔ 1848 ولکنائزڈ ربر کی ایجاد کے بعد پیڈ کا استعمال شروع ہوا اور اس کے بعد تحفظاتی دستانوں کا بھی استعمال شروع ہوگیا۔ اور مزید آگے چل کر دھات اور کیمیائی طریقے سے بنے ہلکے (ہیلمیٹ) کے بغیر تو اس جدید کھیل کا تصور بھی مشکل ہوگیا۔

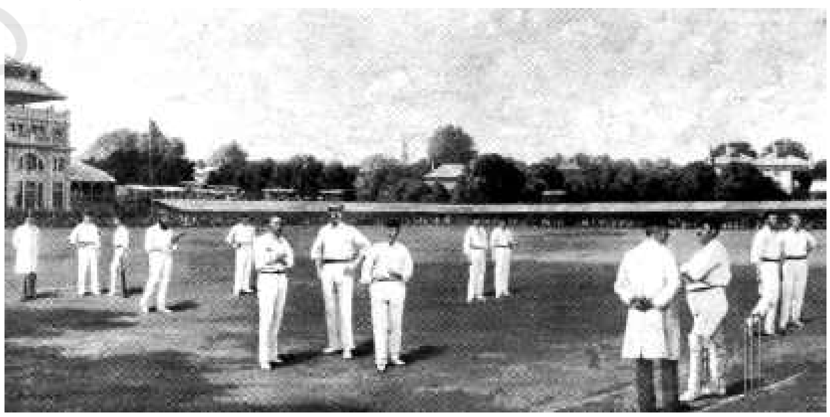

شکل 1895:6 میں لارڈز کے میدان میں بیٹنگ کے لئے آتے ہوئے افسانوی بلے باز ڈبلیو۔ جی۔ گریس وہ پلیرز کے خلاف جنٹلمین کی طرف سے کھیل رہے تھے۔

© NCERT not to be republished

1.1 کرکٹ اور وکٹوریائی انگلینڈ

کرکٹ کی تنظیم پر انگلینڈ کی سماجی نوعیت کا گہرا اثر دکھائی دیتا ہے۔ وہ مالدار لوگ جو تفریح طبع کے لئے کھیلنے کا خرچ برداشت کرسکتے تھے۔ شوقیہ کہلائے اور وہ غریب لوگ جو اس کو پیشے کے طور سے کھیلتے تھے پیشہ ور کہلائے جانے لگے۔ مالداروں کی شوقیہ ہونے کی دو وجوہات تھیں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ وہ کھیل کو موج مستی کا ذریعہ سمجھتے تھے۔ تفریح کی خاطر کھیلنا نہ کہ پیسے کے لئے، اعلیٰ طبقے کی شان میں اضافہ کرتا تھا۔ دوسری یہ وجہ تھی کہ اس کھیل سے اس درجہ کم پیسہ حاصل تھا جس سے اُن کو کوئی دلچسپی نہ تھی۔ سرپرستی یا داخلہ ٹکٹ کی مدد سے پیشہ وروں کو اُجرتوں کی ادائیگی کی جاتی تھی۔ کھیل صرف موسمی تھا اور اس

نئے الفاظ:

شوقین: وہ شخص جو کسی سرگرمی کو وقت گزاری کے لئے کرے نہ کہ ملازمت کے طور پر۔

سرپرستی: مخصوص مقصد کے مالی سہارے کے لئے دولت مند امداد کرنے والوں کی رضامندی۔

چندہ: مخصوص مقصد کے لئے جمع کی گئی مالی امداد۔

ماخذ A

تھامس ہیوجز (96-1822) تھامس ارنالڈ کی ہیڈ ماسٹری کے زمانے میں رگبی اسکول کا طالب علم تھا۔ اپنے اسکول کے تجربے کی بنیاد پر اُس نے ایک ناول ''ٹام براؤن اسکول ڈیز'' (Tow Brown's Schooldays) لکھا۔ جو 1857 میں شائع ہوا، اور کافی مقبول ہوا۔ اس ناول نے ایسے خیالات پھیلانے میں مدد کی جو قوتی بازو عیسائیت (Muscular Christianity) (کنگزلے کے تصور کے مطابق عیسائی کی چونچال زندگی) کہلائے۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ عیسائی نصب العین اور کھیلوں کے ذریعہ ایک صحت مند شہری بننا چاہیئے۔

اس کتاب میں ٹام براؤن جیسے ایک بزدل نازک وگھر کی ہڑک میں مبتلا لڑکے کو ایک پھرتیلے مردانہ طالب علم میں بدل دیا گیا۔ اب وہ ایک ایسا ہیرو بن گیا جو اپنی جسمانی ہمت، کھیل کے جذبے، وفاداری اور حب الوطنی کے لئے مشہور ہوا۔ اس کی یہ کایا پلٹ پبلک اسکول کے نظم وضبط اور کھیل کے ضابطوں کی وجہ سے ہوئی۔

اقتباسات:

''اپنے طنزیہ تیر بند کرو'' ماسٹر نے کہا کہ ''اب میں کھیل کو سائنٹفک طور پر سمجھ گیا ہوں۔ اور یہ واقعی ایک نفیس کھیل ہے۔''

''ہے کہ نہیں؟ لیکن یہ صرف کھیل نہیں، بلکہ یہ تو ایک ادارہ ہے۔'' ٹام نے کہا۔

آرتھر بولا، ''بالکل'' یہ برطانیہ کے ہر چھوٹے بڑے بچے کا پیدائشی حق ہے۔ اس کی حیثیت ایسی ہے کہ برطانیہ کے معمر لوگوں کے لئے پیش عدالت (Habeas Corpus) اور عدالتی شنوائی کی۔

ماسٹر نے اپنی بات جاری رکھتے ہوئے کہا، ''ایک دوسرے پر انحصار اور نظم وضبط جس کی یہ تعلیم دیتا ہے، میرے خیال میں اس کو ایک ایسا ہی بے غرض کھیل ہونا چاہئے۔ یہ کسی فرد کو گیارہ کھلاڑیوں کی ٹیم میں شامل کردیتا ہے۔ وہ اس لیے نہیں کھیلتا کہ وہ جیتے بلکہ اُس کی ٹیم جیتے''۔

ٹام بولا، ''یہ تو بالکل سچ ہے، اور اسی لیے فٹ بال اور کرکٹ دوسرے روایتی کھیلوں کے مقابلے زیادہ مقبول محبوب ہیں کیونکہ دوسرے کھیلوں میں انسان اپنی ذاتی حیثیت کے لیے کھیلتا ہے نہ کہ اپنی ٹیم کی جیت کے لیے۔''

ماسٹر بولا، ''اور گیارہ کھلاڑیوں کا کپتان ہے، اسکے کیا کہنے اسکول کی دنیا میں اُس کا عہدہ کیا ہی شاندار ہے.... جس میں مہارت، سادگی اور استقلال کی ضرورت پیش آتی ہے۔ اور پتہ نہیں اس میں دوسری کون کون سی خوبیاں چاہیے۔''

تامس ہیوجز کی تصنیف ''ٹام براؤنز اسکول ڈیز'' کا اقتباس

© NCERT not to be republished

سے پورے سال کام نہیں ملتا تھا۔ سردی کے موسم میں زیادہ تر پیشہ ور کارکنوں کی حیثیت سے یا دوسرے قسم کے کاموں میں کام کرتے تھے جو کہ ایک خالی سیزن ہوتا تھا۔

شوقین لوگوں کی سماجی برتری کرکٹ رواج کا بھی حصہ بن گئی۔ شوق کے لئے کرکٹ کھیلنے والوں کا نام ''جنٹل مین'' پڑ گیا جبکہ پیشہ ور کھیلنے والے کو صرف ''کھلاڑی'' (Player) کے ادنیٰ نام سے مطمئن رہنا پڑا۔ یہ میدان کے اندر بھی مختلف دروازوں سے داخل ہوتے تھے۔ یہاں شوقین صرف بلّے بازی کرتے تھے جبکہ تیز بالنگ جیسے مشکل اور توانائی لگنے والے کام کھلاڑیوں کے حصے میں آتے تھے۔ کسی حد تک یہ بھی وجہ ہے کہ اس کھیل کے قوانین نے شبہ کا فائدہ (Benifit of Doubt) ہمیشہ بلے بازوں کو ہی دیا۔ کرکٹ بلے بازوں کا کھیل اسی لیے بنا کیونکہ اس کے اُصول جنٹل مین کے حق میں بنائے گئے تھے جو زیادہ تر بلے بازی کرتے تھے۔ شوقیہ کھلاڑیوں کی سماجی برتری بھی ایک ایسی وجہ تھی کہ روایتی طور سے کرکٹ ٹیم کا بلے باز ہی کیپٹن بنتا تھا۔ اس لئے نہیں کہ بلے باز قدرتی طور سے بہتر کیپٹن ثابت ہوتے تھے بلکہ عام طور سے یہ جنٹل مین (معزز شخصیت) ہوتے تھے۔ ٹیموں کے کیپٹن، وہ چاہے کلب کی ٹیم کے ہوں یا کسی ملک کی ٹیم کی طرف سے، ہمیشہ شوقین کھلاڑی ہی ہوتے تھے۔ 1930 کے دہے میں پہلی بار ہی انگریزی ٹسٹ ٹیم کی سربراہی کرنے کا موقعہ پیشہ ور کھلاڑی یارک شائر کے بلے باز لین ہٹن کو ملا۔

اکثر کہا یہ جاتا ہے کہ ''واٹرلو کی جنگ ایٹن کے کھیل میدان میں جیتی گئی تھی''۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ فوجی کامیابی پبلک اسکولوں میں تربیت یافتہ طلباء کی اقدار کی بنا پر جیتی گئی تھی۔ ایٹن ان میں مشہور امریکن اسکول تھا۔ انگریزی بورڈنگ اسکول ایک ایسا ادارہ تھا جو ملٹری، سول سروس (سرکاری ملازمت) اور چرچ میں خدمات کے لئے انگریز لڑکوں کو تربیت دیتا تھا جو شاہی انگلینڈ کے تین عظیم ادارے تھے۔ اُنیسویں صدی کی ابتدا تک مشہور رَگبی اسکول کے ہیڈ ماسٹر تھامس ارنالڈ کا جو جدید پبلک اسکول نظام کے بانی تھے، خیال تھا کہ کرکٹ جیسا ٹیم کی شکل میں کھیلا جانے والا کھیل کرکٹ اور رگبی صرف آؤٹ ڈور کھیل ہی نہیں تھے بلکہ انگریز لڑکوں کو نظم و ضبط، حفظِ مراتب کی اہمیت، مہارتوں، احترام اور رہنمائی کے ضابطے سکھانے کا ایک ایسا منظّم طریقہ تھا جس نے برٹش سلطنت کے قیام اور اُس کے نظام کو چلانے میں مدد کی۔ وکٹوریائی سلطنت سازوں کا یہ دعویٰ تھا کہ دوسرے ممالک کی فتوحات بے غرض سماجی خدمات کا نتیجہ تھی کیونکہ یہ مفتوح اور پسماندہ لوگ برطانوی قانون اور مغربی علوم سے ربط میں آنے کے بعد ہی مہذب بن سکتے تھے۔ کرکٹ ایک ایسا کھیل ثابت ہوا جس نے شوقین مزاجی کو نصب العین کی عظمت بتاتے ہوئے انگریز اعلیٰ طبقے کی خودی کے اس جذبے کو مستحکم کرنے میں مدد کی جہاں کرکٹ جیت یا نفع حاصل کرنے کے لئے نہیں کھیلی جاتی تھی بلکہ اس کو ایماندارانہ کھیل کے جذبے (Spirit of fair play) سے کھیلا جاتا تھا۔

حقیقت تو یہ ہے کہ نپولینی جنگیں اسکاٹ لینڈ اور ویلز کے لوہے کے کارخانوں اور لندن شہر کے دولت مند گھرانوں کی معاشی مدد کی وجہ سے جیتی گئی تھیں۔ یہ تجارت اور صنعت میں انگریزوں کی پیش رفت تھی جس نے برطانیہ کو دنیا کی عظیم ترین طاقت بنا دیا لیکن انگریز حکمران طبقے کو یہی خیال اچھا لگتا تھا کہ دنیا میں اُن کی سیرت کے پسِ پردہ رہائشی درسگاہوں میں تربیت یافتہ بچے اور کرکٹ جیسے شریفانہ کھیل کھیلنے والے یہی نوجوان ہیں جنھوں نے زندگی کے ہر میدان میں توازن کو برقرار رکھا۔

نئے الفاظ:

حفظِ مراتب: درجے اور رتبے کے ذریعے منظّم زندگی۔

شکل 7: مشہور پبلک اسکولوں ایٹن اور ہیرو کے درمیان لارڈ میں کرکٹ میچ: جبکہ گیم جہاں کہیں بھی کھیلا جاتا تھا بظاہر ایک جیسا ہوا کرتا تھا لیکن بھیڑ ایک جیسی نہیں ہوتی تھی۔ غور کیجیے کہ کس طرح گیم کا اپر کلاس سماجی کردار جنٹلمین، بالر کی ہیٹ اور دھوپ سے بچانے کے لیے چھتریوں کے استعمال کے ساتھ خواتین پر توجہ دینے کے ذریعہ ثابت کیا گیا ہے۔ السٹریٹیڈ لندن نیوز، جولائی 20، 1872

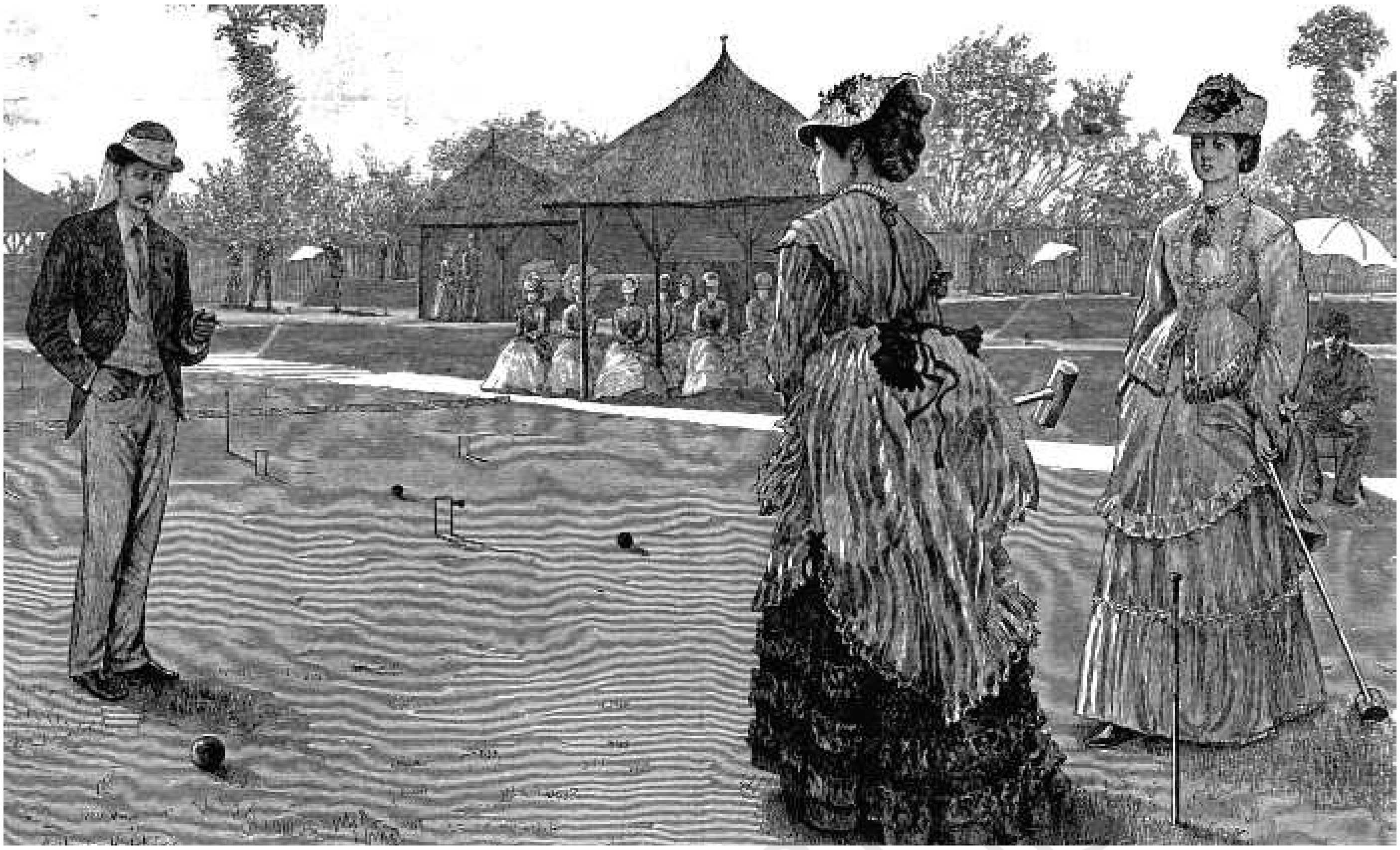

شکل:8. خواتین کے لیے کرکٹ نہیں بلکہ کروکٹ (گھاس کے قطعے پر لکڑی کی گیندوں سے کھیلا جانے والا کھیل **)** عورتیں کے کھیلوں کو اس طرح نہیں وضع کیا گیا تھا جو کہ سخت ہو اور جو مسابقتی مشق پر مبنی ہو۔ کروکٹ ایک دھیمی رفتار اور شائستہ کھیل تھا جو خواتین بالخصوص اعلی طبقے کی خواتین کے لیے موزوں سمجھا جاتا تھا۔ کھیلنے والی خواتین کے لمبے لبادوں، آرائشی جھالروں اور ٹوپیوں سے ان کے کھیل کی نوعیت ظاہر ہوتی ہے۔ السٹریٹیڈ لندن نیوز، جولائی 20, 1872

مآخذ B : ____________

لڑکیوں کیلئے کھیل؟

اُنیسویں صدی کے آخری حصے تک لڑکیوں کی جسمانی مشقت کے لئے کھیل اُن کی تعلیم کا حصہ نہیں تھے۔ ڈوروتھی بیلے نے جو 1858 سے 1906 تک چیل ٹن ہیم لیڈیز کالج کی پرنسپل تھی، 1864 میں اسکولوں کے انکوائری کمیشن کو رپورٹ کی۔

’’یہ شدید جسمانی کسرت جو لڑکے کرکٹ وغیرہ جیسے کھیلوں میں کرتے ہیں، لڑکیوں کو بھی چلنے پھرنے اور اُچھل کود کے ذریعہ آسانی حاصل ہونی چاہیے۔‘‘

1890 کے دہے میں آ کر اسکول سے لڑکیوں کے لیے کھیل وغیرہ کے میدان کے راستے ہموار ہونے لگے اور لڑکیوں کو اب ان کھیلوں میں ہاتھ آزمانے کا موقع ملنے لگا جنھیں لڑکوں کا کھیل مانا جاتا تھا۔ لیکن مقابلے میں ان کی شرکت کو اب بھی سراہا نہیں گیا۔ مسز بیلے نے 94-1893 میں اسکول کونسل کو لکھ بھیجا۔

میں اس سلسلے میں متفکر ہوں کہ لڑکیاں اپنے اوپر زیادہ جسمانی بار ڈالیں یا کسرت کے مقابلوں میں حصہ لیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ ہم دوسرے اسکولوں کے خلاف لڑکیوں کا کوئی مقابلہ نہیں کراتے۔ میرے خیال میں لڑکیوں کے لئے بہتر یہی رہے گا کہ وہ علم نباتات، علم الارضیات وغیرہ میں دلچسپی لیں اور سیر و تفریح کے لئے کھلے مقامات پر نہ جائیں۔‘‘

’’لیٹ وکٹورین گرلز پبلک اسکول میں کھیل: پلے اَپ، پلے اَپ اینڈ پلے دی گیم‘‘ کیتھلین۔ ای۔ مک کرون سے ماخوذ۔

سرگرمی

اُنیسویں صدی کی لڑکیوں کا کھیل کود کا نصاب ہم کو اس کردار کے بارے میں کیا بتاتا ہے جو لڑکیوں کے لئے موزوں سمجھا جاتا تھا۔

© NCERT not to be republished

ایک طرف تو ہاکی اور فٹبال کے کھیل بین الاقوامی کھیل بنے جو تمام ممالک میں کھیلے جاتے تھے، لیکن کرکٹ کا کھیل نو آبادیاتی بنا رہا جو اُن ہی ممالک تک محدود تھا جو کبھی برٹش سلطنت کا حصہ تھے۔ کرکٹ صنعتی دَور سے پہلے کے نرالے پن کے وجہ سے اس کی برآمدگی کرنا مشکل تھی۔ اس کی جڑیں صرف اُن ہی ممالک میں مستحکم ہوئیں جن پر انگریزوں نے فتح پائی تھی اور اُن پر حکومت کی تھی۔ ان نو آبادیات میں کرکٹ یا تو سفید فام آبادکاروں کے ذریعہ عام حمایت کی وجہ سے مستحکم ہوئی (جیسا کہ جنوبی افریقہ، زمبابوے، آسٹریلیا، نیوزی لینڈ، ویسٹ انڈیز اور کینیا میں) یا پھر ان شرفاؤں کی مدد سے جو اپنے نو آبادیاتی آقاؤں کی عادتوں کی نقل کرنا چاہتے تھے، جیسا کہ ہندوستان میں۔ جبکہ انگریز شاہی افسران نے نو آبادیات میں کرکٹ کو متعارف تو کیا لیکن اُنھوں نے اس کھیل کو پھیلانے میں بالکل مدد نہیں کی۔ خاص طور سے اپنی نو آبادیات میں جہاں سلطنت کی رعایا عام طور پر غیر سفید فام تھی مثلاً ہندوستان اور ویسٹ انڈیز میں۔ یہاں کرکٹ کھیلنا اعلیٰ سماجی اور نسلی رتبے کا علامت بن گیا، اور افریقی کیریبائی آبادی کو منظم کرکٹ کلب میں شرکت کرنے سے باز رکھا جاتا تھا جس پر سفید فام شجرکاروں اور اُن کے ملازمین کا تسلط تھا۔ اُنیسویں صدی کے آخری حصہ میں غرب الہند (ویسٹ انڈیز) کے اندر پہلے غیر سفید فام لوگوں کا کلب قائم ہوا اور اس میں بھی اُس کے ممبران گندمی رنگ والے ملاٹو (مخلوط یوروپی۔ نیگرو نسلی کی اولاد) تھے۔ اس طرح سے، اگرچہ کالے لوگوں کی ایک بڑی تعداد سمندری ساحل، سنسان گلیوں اور پارکوں میں غیر رسمی کرکٹ کھیلتے تھے، تاہم 1930 کے دہے تک کلب کرکٹ پر سفید فام اعلیٰ طبقے کا ہی تسلط قائم رہا۔

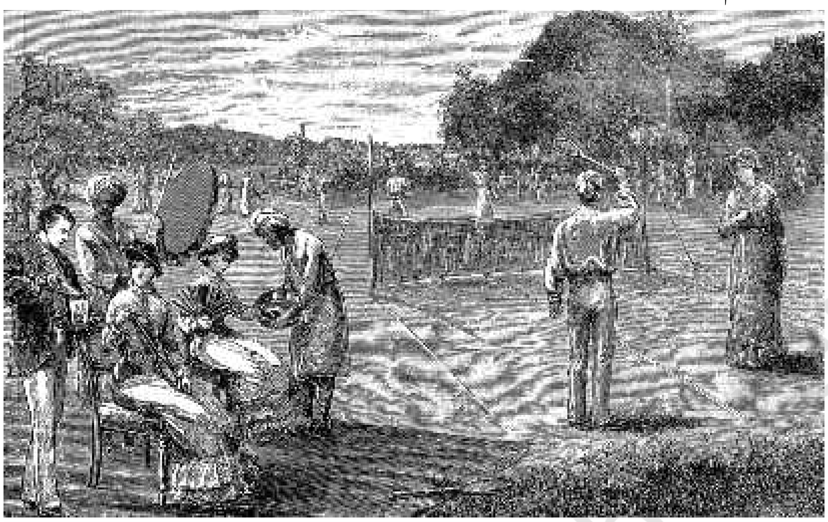

شکل 9: نو آبادیاتی ہندوستان کے میدانوں میں ٹینس کی ایک شام۔
غور کیجیے کہ کس طرح آرٹسٹ یہ ظاہر کر رہا ہے کہ گیم تفریح کے ساتھ ساتھ مشق کے لیے بھی ہے۔ مرد اور عورتیں ایک ساتھ کھیل کی تفریح کے لیے کھیل سکتی ہیں نہ کہ مقابلہ کے لیے۔ گرافک، فروری 1880 سے ماخوذ

شکل:10. تفریح کے لیے ایک آرام سے کھیلا جانے والا گیم جو کہ ہمالیہ کے عقب میں کھیلا جا رہا ہے۔
تصویر میں پویلین کے آس پاس جن ہندوستانیوں کی تصویر نظر آ رہی ہے وہ غالباً ملازمین کی ہے۔

نئے الفاظ:

ملاٹو: یوروپ اور نیگرو نسل کے مخلوط لوگ۔

ویسٹ انڈیز میں کرکٹ کے سفید فام اعلیٰ طبقہ کی امتیاز پسندی کے باوجود، یہ کھیل کیریبائی خطے میں بے حد مقبول ہوا۔ کرکٹ میں کامیابی نسلی مساوات اور سیاسی ترقی کا پیمانہ بن گئی۔ اپنی آزادی کے موقعہ پر فوریس برن ہیم اور ایرک ولیمز جیسے بہت سے سیاسی لیڈروں نے اس کھیل میں خودداری اور بین الاقوامی استحکام کے موقعہ کو بھانپ لیا تھا۔ جب 1950 میں ویسٹ انڈیز نے سفید فام انگریزوں کے خلاف پہلی ٹسٹ سیریز جیتی، اس کو قومی تہوار کی حیثیت سے منایا گیا، گویا کہ وہ گوروں سے کم نہیں ہیں۔ اس عظیم فتح کے ساتھ دو ستم ظریفیاں وابستہ تھیں۔ پہلی یہ کہ غرب الہند کی ٹیم کا کیپٹن ایک سفید فام کھلاڑی تھی۔ 1960 میں ویسٹ انڈیز کی ٹسٹ ٹیم کی رہبری ایک سیاہ فام کھلاڑی نے اُس وقت کی جب فرینک وارل کو کیپٹن بنایا گیا۔ دوسری یہ کہ ویسٹ انڈیز کرکٹ ٹیم نے صرف ایک ملک کی نمائندگی نہیں کی بلکہ متعدد مما لکِ محروسہ کی، جو بعد میں آزاد مما لک بنے۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ ویسٹ انڈیز نے صرف کرکٹ کے میدان ہی میں یک جہتی کا ثبوت دیا ہے جب کہ دوسرے میدان میں اُن کی یہ کوشش نا کام رہی ہے۔

شکل: 11. ہمالیائی سلسلے میں کسی گاؤں میں ہندوستانیوں کے ذریعہ کھیلا جانے والا کام چلاؤ کرکٹ گیم (1894)
شکل 10 سے مختلف یہاں کھلاڑی ہاتھ سے بنے بلوں اور وکٹوں سے کھیل رہے ہیں جن کو لکڑی سے کاٹ چھانٹ کر بنایا گیا ہے۔

کھیل کے رَسیا جانتے ہیں کہ کھیل دیکھنے میں وہ کسی نہ کسی ٹیم کی طرف سے ہیں۔ رنجی ٹرافی میچ میں جب دہلی ممبئی کے خلاف کھیلتی ہے تو تماشائیوں کی وفاداری اس بات پر منحصر ہوتی ہے کہ اُن کا تعلق کس شہر سے ہے یا وہ کس کی حمایت کریں گے۔ جب ہندوستان پاکستان کے خلاف کھیلتا ہے تو بھوپال یا چنئی میں ٹیلی ویژن پر دیکھنے والے ناظرین ہندوستانیوں کی حیثیت سے کھیل میں دلچسپی لیتے ہیں اور وہ قوم پرستانہ وفاداریوں سے متاثر ہو کر اپنے ملک کی حمایت کرتے ہیں۔ لیکن ہندوستانی اوّل درجہ کرکٹ کی ابتدائی تاریخ کی ٹیمیں جغرافیائی اُصولوں پر منظّم نہیں تھیں اور آخر 1932 کے آنے تک ہی ایک قومی ٹیم کو کسی ٹسٹ میچ میں ہندوستان کی نمائندگی کا حق حاصل ہوا۔ اس لئے سوال یہ ہے کہ ایک باقاعدہ قومی ٹیم بننے سے پہلے ٹیمیں کس طرح سے منظّم کی جاتی تھیں اور ساتھ ہی کسی قومی یا علاقائی ٹیموں کی غیر موجودگی میں کرکٹ کے رَسیا اپنی طرفداری کیسے چنتے تھے؟ یہ تلاش کرنے کے لئے کہ ہندوستان میں کرکٹ نے کس طرح ترقی کی اور اُن وفاداریوں کا اندازہ لگانے کے لئے جنھوں نے برٹش راج کے زمانے میں ہندوستانیوں کو متحد اور تقسیم کیا، یہ ایسے سوالات ہیں جن کے جواب کے لئے ہم تاریخ کے اوراق پلٹتے ہیں۔

شکل: 12. لیرکنسٹینٹائن
ویسٹ انڈیز کے معروف کرکٹروں میں سے ایک

2.1 کرکٹ، نسل اور مذہب

نوآبادیاتی ہندوستان میں کرکٹ نسل اور مذہب کے اُصولوں پر منظّم کی گئی تھی۔ کرکٹ کا سب سے پرانا ریکارڈ ہم کو 1721 سے ہندوستان میں کھیلی گئی کرکٹ کے ذریعہ ملتا ہے جو تفریحی کرکٹ کا ایک ایسا حال ہے جس کو کیمبے کے ریتیلے ساحل پر انگریزی ملاح کھیلا کرتے تھے۔ پہلا ہندوستانی کلب کلکتہ کرکٹ کلب تھا جو 1792 میں قائم ہوا تھا۔ پوری اٹھارہویں صدی کے دوران ہندوستان میں کرکٹ مکمل طور سے تمام سفید فام لوگوں کے کلبوں اور جم خانوں میں برٹش فوجی اور سرکاری ملازمین کھیلا کرتے تھے۔

نئے الفاظ:
مما لکِ محروسہ: تاجِ برطانیہ کے تحت حکومتِ خوداختیاری کے علاقے۔

© NCERT not to be republished

ان کلبوں کا عوام سے دور رہ کر کرکٹ کھیلنے کے شوق کا سامان تو تھا ہی، ساتھ ساتھ ہندوستان میں اپنے قیام کے دوران اجنبیت، بے چینی اور خطرات سے فرار کا ایک ذریعہ بھی۔ یہ سمجھا جاتا تھا کہ ہندوستانیوں میں اس کھیل کو کھیلنے کی صلاحیتیں ہی نہیں ہیں اور یقینی طور سے وہ یہ کھیل کھیلنے کے لئے بنے ہی نہ تھے۔ لیکن وہ کھیلے اور اُنہوں نے اپنے کھیل کی صلاحیتوں کا بھرپور مظاہرہ کیا۔

ہندوستانی کرکٹ کی ابتدا، یعنی اس کھیل کو ہندوستانیوں نے کھیلنا کب شروع کیا، ممبئی میں ہوئی جہاں پارسیوں کے چھوٹے سے طبقہ نے سب سے پہلے یہ کھیل کھیلنا شروع کیا اور جو پارسی کہلاتے تھے۔ تجارت میں دلچسپی کی وجہ سے انگریزوں کے ساتھ سب سے پہلے ان کی قربت ہوئی۔ پارسیوں نے 1848 میں ممبئی میں اورینٹل کرکٹ کلب کے نام کا پہلا کرکٹ کلب قائم کیا۔ پارسی کلبوں کو ٹاٹا اور واڈیا جیسے پارسی صنعتی گھرانوں نے مالی امداد کی تھی۔ ہندوستان میں موجود سفید فام اعلیٰ طبقے نے ان جوشیلے پارسیوں کی کوئی مدد نہ کی۔ حقیقت یہ ہے کہ سفید فام لوگوں کے واحد ممبئی جمخانہ کلب اور پارسی کھلاڑیوں کے درمیان ایک پبلک پارک کے استعمال کو لیکر جھگڑا ہو گیا۔ پارسیوں کی شکایت یہ تھی کہ پارک کرکٹ کے لئے موزوں نہ تھا کیونکہ ممبئی جمخانہ کلب کے پولو کے گھوڑوں نے پارک کی اوپری سطح کو اُدھیڑ کر رکھ دیا تھا۔ جب یہ بات واضح ہوگئی کہ نوآبادیاتی عہدے دار اپنے سفید فام ہم وطنوں کے حق میں تعصب رکھتے ہیں تو پارسیوں نے کرکٹ کھیلنے کے لئے خود اپنے جمخانے کی تعمیر کرلی۔ پارسیوں اور ان نسل پرست ممبئی جم خانہ کلب کے درمیان رقابت کا انجام ان ابتدائی کرکٹ شروع کرنے والوں کے حق میں نہایت خوش گوار ہوا۔ 1885 میں انڈین نیشنل کانگریس کے قیام کے ٹھیک چار سال بعد، 1889 میں ایک پارسی ٹیم نے ممبئی جمخانہ کلب کو کرکٹ میں ہرا دیا۔ انڈین نیشنل کانگریس ایک ایسی خوش قسمت تنظیم تھی جس کو اپنے ابتدائی دور میں عظیم پارسی مدبر اور ذی فہم دادا بھائی نوروجی جیسے عظیم رہنماؤں کی سرپرستی حاصل تھی۔

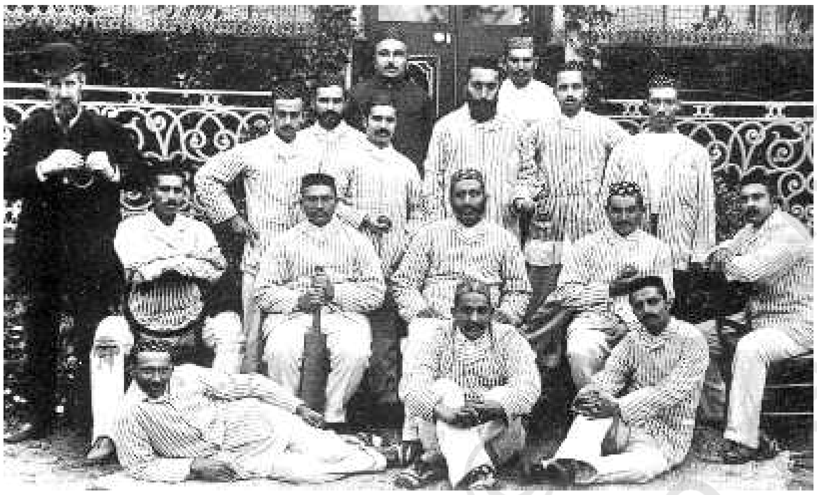

شکل: 13. پہلی پارسی انڈین کرکٹ ٹیم جس نے 1886 میں انگلینڈ کا دورہ کیا۔
غور کیجیے کہ وہ روایتی کرکٹ کے فلالین کے بنے لباس اور پارسی ٹوپی پہنے ہوئے ہیں۔

پارسی جمخانہ کا انعقاد دوسرے ایسے ہندوستانیوں کے لئے ایک نظیر بن گیا جنہوں نے مذہبی فرقے کی بنیاد پر کلبوں کا انعقاد کیا۔ 1890 کا دہا آنے تک ہندو اور مسلمان دونوں اقوام ہندو جمخانے اور اسلام جمخانے کے لئے پیسہ اور حمایت حاصل کرنے میں مشغول ہوگئیں۔ انگریز نوآبادیاتی ہندوستان کو ایک قوم ہی نہیں سمجھتے تھے۔ وہ اس کو ذاتوں، نسلوں اور مذہبی فرقوں کا ایک مجموعہ سمجھتے تھے، جس کے نتیجہ میں اس برصغیر کو متحد کرنے کا اعزاز بھی خود اُن کو ہی حاصل ہوا۔ اُنیسویں صدی کے آخری حصے میں متعدد ہندوستانی ادارے اور تحریکات مذہبی فرقوں کے نظریئے سے متاثر ہو کر منظّم ہوئے کیونکہ نوآبادیاتی حکومت ایسی تقسیموں کی ہمت افزائی کرتی تھی اور اس لئے اُنہوں نے ان فرقہ وارانہ اداروں کو تسلیم کرنے میں دیر نہیں کی۔ مثال کے طور پر، جب ممبئی کے ساحل کے سامنے زمین کے لئے اسلام جمخانے کی جانب سے ایک درخواست پر غور کیا گیا تو ممبئی پریزیڈنسی کے گورنر نے لکھا تھا:

نئے الفاظ:

تمثیل یا نظیر سابقہ کوئی ایسا عمل جو اُس کو دہرانے کے لئے ایک وجہ بن جاتا ہے۔

not to be republished

....ہم کو پورا یقین ہے کہ اسی نوعیت کے ایک درخواست ہم کو جلد ہی ہندو جمخانے کی جانب سے بھی وصول ہوگی۔ میرے خیال میں ان درخواستوں کو نامنظور کرنے کا میرے پاس کوئی جواز نہیں ہے۔ لیکن ہر قوم کے اپنے اپنے جمخانے کے قیام کے بعد کوئی مزید درخواست منظور نہیں کی جائے گی۔''

اس خط سے یہ بات تو واضح ہے کہ نوآبادیاتی حکمراں مذہبی فرقوں کو علیٰحدہ قوم میں تصور کرتے تھے۔ جیسا کہ اس خط سے ظاہر ہے کہ ایسی درخواستوں کو نوآبادیاتی حکومت کی حمایت حاصل تھی۔ جن کو فرقہ وارانہ زمرے میں استعمال کرتے تھے۔ اور ان کی منظوری کے امکانات بھی قوی تھے۔

جمخانہ کرکٹ کی اس تاریخ نے فرقہ وارانہ اور نسلی خطوط پر فرسٹ کلاس کرکٹ کو منظم کرنے کی راہیں ہموار کیں۔ وہ ٹیمیں جنھوں نے نوآبادیاتی ہندوستان کے عظیم ترین اور مشہور ترین فرسٹ کلاس کرکٹ ٹورنامنٹ کھیلے، ایسے خطوں کی نمائندگی نہیں کرتی تھیں جیسے کہ آج کی رنجی ٹرافی کرتی ہے بلکہ یہ مذہبی فرقوں کی نمائندہ تھیں۔ ابتدا میں اس ٹورنامنٹ کا نام چہار پہلو یا چورُخی (Quadrangular) تھا کیونکہ اس میں چار ٹیمیں کھیلتی تھیں۔ یوروپی، پارسی، ہندو اور مسلمان۔ بعد میں اس کا نام پنج رُخی (Pentangular) اُس وقت پڑا جب اس میں پانچویں ٹیم بھی شامل ہوئی جس کا نام ''بقیہ'' (The Rest) تھا جس میں وہ تمام فرقے شامل تھے جو باقی بچے تھے۔ مثلاً ہندوستانی عیسائی، مثال کے طور پر وجے ہزارے جو ایک عیسائی تھے ''بقیہ'' کی جانب سے کھیلتے تھے۔

1930 اور 1940 کے دہوں کے آخری زمانے میں صحافیوں، کرکٹ کھلاڑیوں اور سیاسی لیڈروں نے پنج رُخی ٹورنامنٹ کو نسلی اور فرقہ وارانہ بنیادوں پر تنقید شروع کر دی۔ ممبئی کرانیکل اخبار کے ممتاز ایڈیٹر ایس۔ اے۔ بریلوی، مشہور ریڈیو تبصرہ نگار اے ایف ایس تلیار خاں اور ہندوستان کی محترم سیاسی شخصیت مہاتما گاندھی نے ایسے پنج رُخی مقابلے کو فرقہ وارانہ تقسیم کا مقابلہ بتا کر مذمت کی جس کو اُس موقع پر منعقد کیا جا رہا تھا جبکہ قوم پرست، ہندوستان کے مختلف گروہوں کو متحد کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔ علاقائی خطوط پر ایک حریفانہ پہلا فرسٹ کلاس ٹورنامنٹ، جس کا نام ''نیشنل کرکٹ چیمپین شپ (نیا نام رنجی ٹرافی) تھا، قائم کیا گیا لیکن یہ کام بھی آزادی کے بعد صحیح طریقے سے اُس وقت ہوا جب پنج رُخی ٹورنامنٹ ختم کر دیئے گئے۔ نوآبادیاتی حکومت اور اُس کا ہندوستان میں انتشار پیدا کرنے والا نظریہ ایک ایسی چٹان تھی جس پر اُس کی تعمیر ہوئی تھی۔ یہ ایک نوآبادیاتی ٹورنامنٹ تھا جس کا زوال برٹش راج کے ساتھ ہو گیا۔

شکل: 14. پالونکر بالو (1904)

دلت خاندان کے بالو جس کی شدید مہارت نے یہ یقینی بنا دیا تھا کہ اسے ٹیم سے باہر نہیں رکھا جا سکتا لیکن انھیں کیپٹن کے طور پر ذمہ داری نبھانے کی اجازت نہیں مل پائی۔

باکس 1:

ذات پات اور کرکٹ

پالونکر بالو 1875 میں پونا میں پیدا ہوئے۔ یہ ایسے وقت میں پیدا ہوئے تھے جب ہندوستانیوں کو کرکٹ کھیلنے کی اجازت نہیں تھی۔ وہ اپنے وقت کے عظیم ترین ''سلو بالر'' تھے۔ وہ چہار رُخی میچ میں ہندو کلب کی جانب سے کھیلتے تھے جو نوآبادیاتی زمانے کا ایک اہم ٹورنامنٹ تھا۔ عظیم ترین کھلاڑی ہونے کے باوجود اُن کو ہندو کلب کا کیپٹن کبھی نہیں بنایا گیا کیونکہ آپ کی پیدائش ایک دلت گھرانے میں ہوئی تھی اور اعلیٰ طبقے کے انتخاب کنندگان ان کے ساتھ تفریق روا رکھتے تھے۔ لیکن ان کے چھوٹے بھائی وٹھل جو کہ ایک ماہر بلے باز تھے، 1923 میں ہندو کلب کے کیپٹن ضرور بنے اور یورپین کھلاڑیوں کے خلاف اسے ایسی فتح دلائی جو آج تک مشہور ہے۔ ایک کرکٹ فین نے ایک اخبار کو لکھتے ہوئے ہندو جمخانے کی جہت اور چھوت چھات کے خلاف گاندھی جی کی جنگ کے درمیان ایک تعلق کو ظاہر کیا۔

ہندو جمخانے کی فتح کا سہرہ مسٹر بابو کے بھائی مسٹر وٹھل کی تقرری کے سر ہے، جو ہندوستان کے مایۂ ناز بالر تھے۔ وہ ہندو ٹیم کے ایک ایسے کیپٹن ہیں جن کا تعلق اچھوت طبقے سے ہے۔ ہندو جمخانے کی شاندار فتح سے جو نتیجہ اخذ کیا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ چھوت چھات کے نظام کو مٹا کر ہی سوراج (اپنی حکومت) حاصل ہوگا، جو مہاتما کی پیشین گوئی ہے۔

اے کارنر آف اے فارین فیلڈ (A Corner of a Foreign Field) رام چندر گوہا کی تصنیف، صفحہ 161

© NCERT not to be republished

3 گیم کی جدید کایا پلٹ:

جدید کرکٹ پر ٹسٹوں اور ون ڈے انٹرنیشنلز (ODI's) کا تسلط ہے جو قومی ٹیموں کے درمیان کھیلے جاتے ہیں۔ وہ کھلاڑی جنھوں نے شہرت پائی اور جو کرکٹ شائقین کے ذہنوں پر حسین یادیں بن کر سوار ہیں، وہ لوگ تھے جنھوں نے اپنے ملک کے لئے کھیلا تھا۔ وہ کھلاڑی جن کو ہندوستانی شائقین پنج رُخی اور چار رُخی دَور سے یاد کرتے ہیں، اس نقطۂ نظر سے خوش قسمت ہیں کہ اُنھوں نے ٹسٹ میچ کرکٹ میں حصہ لیا تھا۔ سی۔ کے۔ نائڈو جو اپنے وقت کے ممتاز بلے باز تھے لوگوں کی یادوں میں آج بھی زندہ

ماخذ: C

مہاتما گاندھی اور نوآبادیاتی دَور کا کھیل

گاندھی جی کا یقین تھا کہ جسم اور ذہن کے درمیان توازن برقرار رکھنے کے لئے کھیل کود ضروری ہیں۔ تاہم، اُنھوں نے اس بات پر زور دیا کہ کرکٹ اور ہاکی جیسے کھیل کو انگریز ہندوستان لائے تھے جو ہماری روایتی کھیلوں کو مٹا رہے تھے۔ ان کا خیال تھا کہ کرکٹ، ہاکی اور فٹ بال جیسے کھیل مراعات یافتہ طبقے کے لئے بنے تھے۔ ان سے نوآبادیاتی ذہن بنتا ہے، اور یہ اُن کھیلوں سے تعلیمی اہمیت کے لحاظ سے کمتر ہیں جو ہندوستان میں کھیلے جاتے تھے۔

مہاتما گاندھی کی تحریروں میں سے درجہ ذیل تین اقتباسات کا مطالعہ کیجئے اور اُن کا موازنہ تھامس ارنالڈ یا ہیوجز کے ٹام براؤن کے اسکول ڈیز سے کیجئے۔

’’آیئے اب ہم اپنے جسم کا جائزہ لیں۔ کیا ہم روزانہ ایک گھنٹے ٹینس فٹ بال یا کرکٹ کھیل کر اپنے جسم کی نشوونما کرنا چاہتے ہیں؟ یہ کھیل یقیناً جسمانی نشوونما کرتے ہیں۔ ایک جنگلی گھوڑے کی طرح جسم مضبوط تو بنے گا لیکن اُس کو ضروری تربیت نہیں ملے گی۔ ایک تربیت یافتہ جسم صحت مند، مضبوط اور گٹھیلا ہوتا ہے۔ ہاتھ پیر مطلوبہ کام کر سکتے ہیں۔ کُدال، بیلچہ اور ایک ہتھوڑا وغیرہ اُیسے زیورات ہیں جو ہاتھوں کی تربیت کرتے ہیں اور اُن کو ہر چہار جانب گھمانے میں مدد کرتے ہیں۔ اور ایک باقاعدہ تربیت یافتہ جسم تیس میل سفر کرنے سے نہیں تھکتا۔ کیا طالب علم کو ایسی جسمانی ورزش ملتی ہے؟ میں اس بات کو زور دے کر کہتا ہوں کہ جدید نصاب اس نوعیت کی جسمانی تعلیم نہیں دیتے۔

وہاٹ از ایجوکیشن؟ (What is Education?) گاندھی جی کی جمع کردہ تصانیف۔ جلد 34، 11/فروری 1926

مجھ کو بے حد حیرت اس بات پر ہونی چاہئے اور ایک ایسی حیرت جس سے تکلیف محسوس ہوتی ہے۔ اگر مجھ کو کوئی یہ بتائے کہ ہماری مقدس سرزمین پر کرکٹ اور فٹبال کے قدم آنے سے پہلے آپ کے بچوں کو کھیل کود کے کوئی مواقع حاصل ہی نہ تھے اگر آپ کے قومی کھیل ہیں تو میں آپ سے درخواست کروں گا کہ آپ کے اداروں کو اپنے روایتی کھیلوں کو دوبارہ زندہ کرنا چاہئے۔ مجھ کو علم ہے کہ ہمارے ہندوستان میں متعدد دیسی کھیل موجود ہیں جو کرکٹ اور فٹبال جیسے ہی دلچسپ اور جوشیلے ہیں۔ اور خطرے دونوں میں ہی برابر ہیں مزید فائدہ یہ کہ یہ سستے ہیں اور ایسے دیسی کھیل کھیلنے پر لاگت بھی تقریباً نا کے برابر ہے۔

مہیندرا کالج میں کی گئی تقریر: مہاتما گاندھی کی تصانیف کا مجموعہ، 24/نومبر 1927

’’ایک صحت مند جسم وہ ہوتا ہے جو خود روح کو اپنے مطابق ڈھال لیتا ہے اور ایک ایسا اوزار ہوتا ہے جو اُس کی خدمت کے لئے ہمیشہ تیار رہتا ہے۔ میرے خیال میں فٹبال کے میدانوں میں ایسے جسموں کی تعمیر نہیں ہوتی۔ ان کی تعمیر تو اناج کے کھیتوں اور فارموں پر ہوتی ہے۔ میں آپ سے اس پر غور کرنے کی درخواست کروں گا اور آپ کو میرے بیان کے ثبوت میں متعدد مثالیں مل جائیں گی۔ ہمارے نوآبادیاتی نظام میں پیدا ہندوستانی پاگل پن کی حد تک فٹبال اور کرکٹ کی رو میں بہ رہے ہیں۔ مخصوص حالات میں ان کھیلوں کی کچھ اہمیت ہو سکتی ہے، ہم اس سادی سی بات پر غور کیوں نہیں کرتے کہ بنی نوع انسان کی وہ بڑی اکثریت جو جسمانی اور ذہنی لحاظ سے طاقتور ہے، سیدھے سادے زراعت پیشہ لوگ ہی ہیں۔ ان لوگوں کے لئے یہ کھیل اجنبی ہیں اور یہی زراعت پیشہ لوگ زمین کی اصل جان ہیں۔ مہاتما گاندھی کی تصانیف کا مجموعہ: لزرس کو لکھا گیا خط: 17/اپریل 1915

© NCERT not to be republished

ہیں۔ اِبلے کی حیثیت سے منظّم کی گئی تھی، نہ کہ مقتدر ممالک (اقوام) کی حیثیت سے۔ انگلینڈ اور آسٹریلیا کے درمیان پہلا ٹسٹ اُس وقت کھیلا گیا جب آسٹریلیا اب بھی سفید فام لوگوں کی نوآبادی تھی، اُس وقت اُس کی حیثیت مملکتِ محروس کے برعکس پلونکر وٹھل اور پلونکر بالو جیسے اُن کے ہم عصروں کو لوگ بھلا بیٹھے کیونکہ نائڈو زیادہ عرصہ تک کھیلے جبکہ یہ دونوں ٹسٹ کے زمانے تک کھیل کی دنیا میں اتنے سرگرم نہیں رہے۔ جب نائڈو نے، 1932 میں انگلینڈ کے خلاف ہندوستان کے لئے پہلے ٹسٹ میچوں میں کھیلا تھا، تو ان کا فارم اس بلندی پر نہیں تھا۔ لیکن ہندوستانی کرکٹ تاریخ میں اُن کا مقام اپنی جگہ مستحکم اس لئے ہے کہ کیونکہ وہ ملک کے پہلے ٹسٹ کیپٹن بنے۔

ہندوستان ایک آزاد ملک بننے سے پندرہ سال پہلے، 1932 میں ٹسٹ کرکٹ کی دنیا میں داخل ہوا۔ یہ اس وجہ سے ممکن تھا کیونکہ 1877 میں اپنی ابتدا سے ٹسٹ کرکٹ برٹش سلطنت کے مختلف حصوں کے درمیان ایک مقاصہ کی حکومت خود اختیاری کے برابر بھی نہ تھی۔ اسی طرح سے ویسٹ انڈیز میں واقع وہ چھوٹے چھوٹے ممالک جو مل کر ویسٹ انڈیز کرکٹ ٹیم بنتے تھے، دوسری عالمی جنگ کے کافی بعد تک برٹش نوآبادیات تھے۔

3.1 نوآبادیاتی نظام کا زوال اور کھیل

آبادکاری کا زوال یا وہ عمل جس کے ذریعہ یوروپین سلطنتوں کے مختلف حصے آزاد ہوئے، 1947 میں ہندوستان کی آزادی کے ساتھ شروع ہوا اور آنے والی آدھی صدی تک جاری رہا۔ اس عمل نے تجارت، کامرس، فوجی معاملات، بین الاقوامی سیاست اور ناگزیر طور پر کھیل کود کے معاملات میں برٹش اثرات کے لئے زوال کا راستہ کھول دیا۔ لیکن عمل فوری طور پر نہیں ہوا، بلکہ کرکٹ کی دنیا میں تو مابعد شاہی برطانیہ کے اثرات زائل ہونے میں اچھا خاصا عرصہ لگا۔

ہندوستانی آزادی کے بعد برٹش سلطنت کے گھٹتے اثر کے باوجود بین الاقوامی کرکٹ ضابطے بنانا امپریل کرکٹ کانفرنس (آئی سی سی) کا ہی کام تھا۔ آئی سی سی نے انٹرنیشنل کرکٹ کانفرنس کا نیا نام کافی دیر بعد 1965 میں رکھا جس پر بانی ممبران انگلینڈ اور آسٹریلیا کا ہی تسلط تھا جس کے پاس اُس کی تمام کارروائیوں پر ویٹو کا اختیار برقرار رہا۔ آخر کار 1989 میں جا کر انگلینڈ اور آسٹریلیا کی مراعات یافتہ حیثیت مساوی ممبر شپ کی حق میں ختم ہوئی۔

1950 اور 1960 کے دہوں کے دوران عالمی کرکٹ پر نوآبادیاتی اثر اس حقیقت سے محسوس کیا جا سکتا ہے کہ انگلینڈ اور دوسرے کامن ویلتھ ممالک مثلاً آسٹریلیا اور نیوزی لینڈ، جنوبی افریقہ کے ساتھ ٹسٹ کرکٹ کھیلتے رہے جو ایک نسل پسند ریاست تھی اور وہ نسلی علیٰحدگی پسندی کی پالیسی پر عمل پیرا تھی۔ جس نے دوسری چیزوں کے علاوہ غیر سفید فام (جو جنوبی افریقہ کی آبادی کی اکثریت تھی) لوگوں کے داخلے کو ٹسٹ میچوں میں نمائندگی سے روک دیا۔ ٹسٹ کھیلنے والے ہندوستان، پاکستان اور ویسٹ انڈیز جیسے ممالک نے جنوبی افریقہ کا بائیکاٹ کر دیا لیکن آئی سی سی میں اُن کے پاس وہ ضروری اختیارات نہ تھے جو وہ اُس ملک کو ٹسٹ کرکٹ سے خارج کرتے۔ یہ صورتِ حال اُس وقت پیش آئی جب برطانیہ میں اعتدال پسند جذبات کے ساتھ ایشیا اور افریقہ کی نئی آزاد اقوام نے مل کر جنوبی افریقہ کو الگ کرنے کے لئے سیاسی دباؤ ڈالا اور انگریز کرکٹ ذمے داروں کو 1970 میں جنوبی افریقہ کے دورے کو ردّ کرنے پر مجبور کر دیا۔

نئے الفاظ:

علیٰحدگی پسندگی: رنگ یا نسل کی بنیاد پر (لوگوں کی) علیٰحدگی کرنا

© NCERT not to be republished

4. آج کے دَور میں کامرس (تجارت)، میڈیا اور کرکٹ

1970 کی دہائی ایک ایسی دہائی تھی جس میں کرکٹ کی کایا پلٹ ہوگئی۔ یہ وہ زمانہ تھا جب بدلتی دنیا کا ساتھ دینے کے لئے اس روایتی کھیل نے بھی ایک نئی شکل اختیار کی۔ اگر 1970 کا سال بین الاقوامی کرکٹ سے جنوبی افریقہ کے اخراج کے لئے قابل ذکر تھا، 1971 کا سال کرکٹ کے لئے ایک سنگ میل ثابت ہوا، کیونکہ اسی سال میلبورن میں انگلینڈ اور آسٹریلیا کے درمیان پہلا بین الاقوامی یک روزہ میچ کھیلا گیا۔ کھیل کی اس مختصر شکل کی بھاری مقبولیت کی وجہ سے 1975 میں پہلا عالمی کپ نہایت کامیابی کے سے کھیلا گیا۔ اُس کے بعد 1977 میں جبکہ کرکٹ ٹسٹ میچوں کا سوسالہ جشن منا رہی تھی، تب یہ کھیل ہمیشہ کے لئے بدل گیا، جس کو کھلاڑیوں یا منتظمین نے نہیں بدلا بلکہ درمیان میں ایک تیسرا رکن کود پڑا تھا، جو ایک تاجر تھا۔

کیری پیکر، جو آسٹریلیائی ٹیلی ویژن کا سپہ سالار تھا، نے بہت پہلے بھانپ لیا تھا کہ کرکٹ کو ٹیلی ویژن پر دکھا کر ڈھیروں پیسہ کمائے جاسکتے ہیں۔ اس نے قومی کرکٹ بورڈوں کی مرضی کے خلاف دنیا کے جانے مانے کرکٹ کے اکیاون کھلاڑیوں کے ساتھ معاہدہ کیا اور تقریباً دو سال تک غیر سرکاری طور پر عالمی کرکٹ سیریز کے نام سے ٹسٹ اور یک روزہ انٹرنیشنلز کو ٹیلی ویژن پر دکھایا۔ پیکر کا ''سرکس'' جسے اس وقت اسی نام سے جانا جاتا تھا دو سال تک ہی رہ پایا، لیکن ٹیلی ویژن کے شائقین کے لئے کرکٹ کو زیادہ پرکشش بنانے کے لئے جو نیاپن اُس نے شروع کیا تھا، وہ جاری رہا اور کھیل کی نوعیت کو اس نے مکمل طور پہ بدل ڈالا۔

رنگین لباس، فیلڈنگ بندشیں، حفاظتی ہلمٹ، روشنی جلا کر لائٹ میں کرکٹ کھیلنا یہ سب، پیکر کے بعد کھیل کا ایک معیاری حصہ بن گئے۔ پیکر نے یہ ثابت کر دیا کہ کرکٹ ایک قابل فروخت کھیل ہے جس سے بھاری رقم پیدا کی جاسکتی ہے۔ ٹیلی ویژن کمپنیوں کو ٹیلی ویژن حقوق فروخت کرکے کرکٹ بورڈ مالا مال ہو گئے۔ مزید ٹیلی ویژن چینلوں نے کمپنیوں کو ٹیلی ویژن کے اشتہارات فروخت کرنے کے ذریعہ کافی رقم کمائی۔ یہ کمپنیاں کرکٹ سے بندھے ہوئے سامعین کو اپنی مصنوعات کی فروخت کے لیے ٹیلی ویژن پر نشر کیے جانے والے اشتہاروں پر ایک بڑی رقم ادا کر کے خوش تھیں۔ ٹیلی ویژن پر کھیل کے مسلسل مظاہرے نے شہرت یافتہ اُن کھلاڑیوں کو بھی مالا مال کر دیا جو کرکٹ بورڈوں سے ملی رقم کے علاوہ ٹیلی ویژن پر ٹائروں سے لے کر کولا تک کی مختلف مصنوعات کے اشتہارات دینے کے ذریعہ اب اور بھی زیادہ دولت کما رہے تھے۔

ٹیلی ویژن نشریات نے کرکٹ کی نوعیت کو ہی بدل کر رکھ دیا۔ اس نے چھوٹے چھوٹے قصبات اور گاؤں میں بھی کرکٹ دکھا کر ناظرین کی تعداد میں اضافہ کیا۔ اس نے (ٹیلی ویژن) کرکٹ کی سماجی جڑیں کو بھی وسیع کیا۔ وہ بچے جن کو پہلے کبھی بین الاقوامی کرکٹ دیکھنے کا موقعہ نہیں ملتا تھا، کیونکہ یہ ایسے

© NCERT not to be republished

شہروں سے دور تھے جہاں اونچے درجے کی کرکٹ کھیلی جاتی تھی۔ وہ بچے اب ٹیلی ویژن پر اپنے ہیروز کو دیکھ کر بہت کچھ سیکھ سکتے تھے۔

سیٹیلائٹ ٹیلی ویژن ٹکنالوجی اور بین الاقوامی ٹیلی ویژن کمپنیوں کی عالمی رسائی نے کرکٹ کے لئے پوری دنیا میں مارکیٹ مہیا کردی۔ اس ٹکنالوجی کے توسل سے سڈنی میں ہونے والا کرکٹ میچ گھر بیٹھے دیکھا جاسکتا ہے۔ اس سادی سی حقیقت نے کرکٹ میں طاقت کا توازن ہی بدل کر رکھ دیا۔ یہ ایک ایسا عمل تھا جس کی ابتدا برٹش سلطنت کے زوال کے ساتھ شروع ہوچکی تھی۔ اب عالم کاری نے اس عمل کو مدلل طریقے سے پوری دنیا میں پھیلا دیا۔ کیونکہ ہندوستان میں کرکٹ کھیلنے والے ممالک کے مقابلے کھیل دیکھنے والوں کی سب سے بڑی تعداد ہے اور کرکٹ کی دنیا میں سب سے بڑی مارکیٹ ہے، اس طرح سے مغرب کے بجائے اب مغربی ایشیا مرکز ثقل بن گیا۔ اس کی جیتی جاگتی مثال ہمیں اس وقت ملی ہے جب لندن سے ICC کا ہیڈ کوارٹر ٹیکس فری دبئی میں منتقل کر دیا جانا ہے۔

کرکٹ میں مرکز ثقل پرانے اینگلو آسٹریلین سے دور جانے کا اندازہ ہم اس بات سے بھی لگا سکتے ہیں کہ کرکٹ کی نئی تکنیکیں برصغیر ہند یعنی ہندوستان، پاکستان اور سری لنکا جیسے ممالک میں ٹیموں کی پریکٹس کی وجہ سے پاکستان نے بالنگ کے اندر دو بڑی ترقیاں کیں جو 'دوسرا' اور 'ریورس سونگ' کے نام سے جانی گئیں۔ یہ دونوں ایجادات برصغیر ہند میں کرکٹ کی فضا کی پیداوار ہیں۔ 'دوسرا' اُن ماہر بلے بازوں کا مقابلہ کرنے کے لیے تھی جن کے ہاتھ میں جدید طرز پر بنے بیٹ تھے اور جو 'اسپین بالنگ' کو بے اثر کر دیتے تھے۔ اور 'ریورسونگ' اس لیے تھی کہ تیز دھوپ میں دھول اُڑتی بے جان پچوں پر تیز گیندیں گھمائی جاسکیں۔ ابتداء میں تو ان دونوں ترکیبوں کو برطانیہ اور آسٹریلیا نے شک وشبہ کی نظروں سے دیکھا جس کے بارے میں اُن کا یہ خیال تھا کہ بالنگ کے یہ دونوں طریقے کرکٹ قوانین کی ایک غیر قانونی نئی شکل تھے۔ لیکن وقت کے ساتھ ساتھ یہ بات تو تسلیم ہی کی گئی کہ کرکٹ قوانین کھیل کے انگریزی یا آسٹریلیائی شرائط کے مطابق جاری نہیں رہ سکتے اور اس کے بعد، دنیا میں ہر جگہ یہ دونوں طریقے تمام بالروں کے لئے تکنیک کا ایک حصہ بنے۔

آج اس کو ڈیڑھ سو سال گزر چکے ہیں جب پہلے ہندوستانی کرکٹ پارسیوں نے کھیلنے کے لئے میدان حاصل کرنے کی جدوجہد کی تھی۔ آج عالمی بازار میں ہندوستانی کرکٹ کھلاڑیوں کی حیثیت سب سے زیادہ رقم حاصل کرنے والوں کی ہے۔ آج کھیل کے مشہور ترین کھلاڑیوں کے لئے پوری دنیا ایک اسٹیج ہے جہاں وہ اپنے کھیل کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ وہ تاریخ جس نے کرکٹ کی یہ کایا پلٹ کی، چھوٹی چھوٹی تبدیلیوں سے مل کر بنی ہے۔ مثلاً ملازم پیشہ ور کھلاڑیوں کی جگہ باعزت شوقین کھلاڑیوں کا میدان میں آنا، مقبولیت کی اصطلاح میں ٹسٹ کرکٹ کی بجائے یک روزہ میچوں کی فتح کیونکہ اُنہوں نے ٹسٹ میچوں کو پس پردہ میں ڈال دیا اور عالمی تجارت اور ٹکنالوجی میں آئی ایسی تبدیلیاں جو قابل ذکر ہیں۔ تاریخ کا کام یہ ہوتا ہے کہ وہ زمانے کے ساتھ ساتھ آئی تبدیلیوں کو سمجھے۔ اس باب میں ہم نے تاریخ کے ذریعہ نوآبادیاتی کھیل کی توسیع کا ذکر کیا ہے اور یہ سمجھنے کی کوشش کی کہ مابعد نوآبادیاتی دنیا میں اس نے (کرکٹ نے) خود کو کس طرح ڈھال لیا۔

نئے الفاظ:

ابسلوٹ ـ جو زیادہ استعمال میں نہ ہو

© NCERT not to be republished

باکس 2

ہاکی ہندوستان کا قومی کھیل

برطانیہ میں کسی زمانے میں کھیلے جانے والے روایتی کھیلوں سے جدید ہاکی کا ارتقا ہوا۔ اسکاٹ لینڈ، میں کھیلے جانے والے کھیل، شنٹی، اور انگلینڈ وغیرہ میں کھیلے جانے والے کھیل بنڈی اور ایرش ہرلنگ کو ہاکی کا پیش رو کہا جا سکتا ہے۔

بیشتر دوسرے جدید کھیلوں کی طرح ہاکی کو بھی نوآبادیاتی زمانے میں برٹش فوجی لائے تھے۔ 86-1885 میں کلکتہ میں ہندوستان میں پہلا ہاکی کلب شروع ہوا تھا۔ 1928 میں اولمپک کھیلوں کے ہاکی مقابلوں میں ہندوستان نے پہلی بار نمائندگی کی تھی۔ آسٹریلیا، بلجیم، ڈنمارک اور سوئزرلینڈ کو ہرا کر ہندوستان فائنل میں داخل ہوا۔ ہندوستان نے ہالینڈ کو صفر کے مقابلے تین گول کر کے کراری شکست دی۔

عظیم دھیان چند جیسے کھلاڑیوں کے شاندار کھیل اور مہارت نے ہندوستان کے لئے گولڈ میڈلوں کا ایک سلسلہ شروع کر دیا۔ 1928 اور 1956 کے درمیان ہندوستان نے اولمپک کھیلوں میں لگاتار چھ گولڈ میڈل حاصل کئے۔ ہندوستانی بالادستی کے اس سنہری دَور میں ہندوستان نے 24 اولمپک میچ کھیلے، جن میں تمام 24 میچ جیتے، 178 گول کئے۔ (اوسط 7.43 گول فی میچ) اور صرف 7 گول کھائے۔ ہندوستان نے دوسرے دو گولڈ میڈل 1964 ٹوکیو اولمپک میں اور 1980 ماسکو اولمپک میں حاصل کئے۔

باکس 3

پولو کو فوجی اور ایتھلیٹ نوجوانوں کے لیے موزوں گیم کے طور پر بہت زیادہ پسند کیا جاتا تھا۔ انگلینڈ کے پرانے کھیلوں میں سے ایک کھیل کا تجزیہ کرتے ہوئے السٹریٹڈ لندن نیوز کا دعویٰ تھا۔

فوجی لوگوں کے لیے مشق کے طور پر....... یہ ایک جرأت مندانہ اور شاندار کھیل تھا جو کہ نیزہ، شمشیر بازی یا بکتر بند گاڑیوں سے متعلق دوسرے ہتھیاروں کے استعمال میں، ساتھ ہی ساتھ جنگ کے میدان میں گھوڑے کی پیٹھ پر تیزی سے دایاں بایاں ہاتھ چلانے میں (جو کہ جنگ کے لیے کافی موثر ہوتا) جسمانی چستی پھرتی میں اضافہ کرنے میں مددگار ہو سکتا تھا۔

السٹریٹیڈ لندن نیوز، 1872 سے ماخوذ

شکل 15 – پولو ایک ایسا کھیل تھا جو کہ ہندوستان میں نوآبادیاتی افسران نے ایجاد کیا۔ اور جلد ہی جس نے مقبولیت حاصل کی۔ کرکٹ سے الگ ہٹ کر جو ہندوستان میں برطانیہ سے آئی تھی، پولو جیسے دوسرے کھیل نوآبادیات سے برطانیہ میں پہنچے جس نے اُس ملک میں اس کھیل کی نوعیت کو بدل ڈالا۔

السٹریٹڈ لندن نیوز سے ماخوذ 20 جولائی 1872

© NCERT not to be republished

سرگرمیاں:

1 تعلیم میں کرکٹ کی اہمیت پر رگبی اسکول کے ہیڈ ماسٹر اور مہاتما گاندھی کے درمیان ایک مکالمے کا تصور کیجیے۔ ان دونوں میں سے ہر شخص کیا کہے گا؟ مکالمے کی شکل میں دونوں کے درمیان ہوئی بات چیت لکھئے۔

2 کسی ایک مقامی کھیل کی تاریخ معلوم کیجیے۔ اپنے والدین اور دادا دادی سے معلوم کیجیے کہ اُن کے بچپن میں یہ کھیل کس طرح کھیلا جاتا تھا۔ اب دیکھئے کہ یہ آج بھی اُسی طرح کھیلا جاتا ہے۔ اُن تاریخی وجوہات کے بارے میں سوچیے جن کی وجہ سے یہ تبدیلیاں آئی ہوں گی۔

سوالات

1. ٹسٹ کرکٹ کئی طرح سے ایک بالکل منفرد کھیل ہے۔ اُن چند طریقوں پر بحث کیجیے جن سے یہ دوسرے کھیلوں سے مختلف ہے۔ گاؤں کے کھیل کی حیثیت سے اس کی تاریخی ابتدا نے کس طرح ٹسٹ کرکٹ کو ایک مخصوص شکل فراہم کی ہے۔

2. کوئی ایک ایسا طریقہ بتایئے جس میں اُنیسویں صدی میں ٹکنالوجی کے ذریعہ ساز وسامان میں تبدیلی پیدا ہوئی اور ایک ایسی مثال بھی بتایئے جہاں اس میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔

3. واضح کیجیے کہ ہندوستان اور غرب الہند (ویسٹ انڈیز) میں کرکٹ مقبول کیوں ہوئی؟ کیا آپ ایسی وجوہات بتا سکتے ہیں کہ یہ جنوبی امریکہ کے ممالک میں مقبول کیوں نہیں ہوئی؟

4. مندرجہ ذیل کی مختصر وضاحت کیجیے:

- ہندوستان میں کرکٹ کلب قائم کرنے والا پہلا ہندوستانی فرقہ پارسی تھا۔
- مہاتما گاندھی نے پنچ رُخی ٹورنامنٹ کی ملامت کی۔
- آئی سی سی کا نام امپیریل کرکٹ کانفرنس سے بدل کر انٹرنیشنل کرکٹ کانفرنس ہوا۔
- آئی سی سی کے صدر مقام لندن سے دبئی تبدیل ہونے کی اہمیت۔

5. عصری کرکٹ کی ترقی پر ٹکنالوجی کی پیش رفت کا کیا اثر ہوا، خاص طور سے ٹیلی ویژن ٹکنالوجی کی ترقی نے کیا اثر ڈالا۔

© NCERT not to be republished

© NCERT not to be republished